المراجع

١- مقدمة ابن خلدون ، ص ١٩٦ ، ١٩٧
٢- الملل و النحل للشهرستانی ، ج ١ ، ص ١٤٦
٣- الملل و النحل للشهرستانی ، ج ١ ، ص ١٤٦ ، ١٦٢ مقدمة ابن خلدون ، ص ١٩٧
٤- أصول الدين لعبد القاهر البغدادی ، ص ٢٨٥
٥- الملل و النحل للشهرستانی ، ج ١ ، ص ١٤٦
٦- الملل و النحل للشهرستانی ، ج ١ ، ص ١٥٤-١٥٦
٧- مقدمة ابن خلدون ، ص ١٩٧
٨- ازالة الخفاء للشاه ولی الله الدهلوی ، ص ٥٠٦
٩- مقدمة ابن خلدون ، ص ١٩٧-١٩٨
١٠- الملل و النحل للشهرستانی ، ج ١ ، ص ١١٦
١١- الملل و النحل للشهرستانی ، ج ١ ، ص ١١٦
١٢- شرح نهج البلاغة لابن الحديد ، ج ١ ، ص ٢١٥
١٣- مروج الذهب للمسعودی ، ج ٣ ، ص ٢٣٦
١٤- المرجع السابق ، ج ٣ ، ص ٢٣٦
١٥- الملل و النحل للشهرستانی ، ج ١ ، ص ٧٣
١٦- مروج الذهب للمسعودی ، ج ٣ ، ص ٢٣٦
١٧- مقالات الاسلاميين للاشعری ، ص ١٢٤
١٨- مقالات الاسلاميين للاشعری ، ص ٢٧٨

پروفیسر وحید الدین*

اسلام کا قانون عشر

عشر کا لغوی معنی دسواں حصہ ہے ۔ گو بعض صورتوں میں پیداوار کا عشر واجب ہوتا ہے اور بعض صورتوں میں نصف عشر ، مگر ان دونوں کو عرف فقہاء میں بغرض سہولت عشر سے ہی تعبیر کیا جاتا ہے ۔ اسلامی حکومت کی طرف سے یہ زمینوں پر عائد کردہ ایک شرعی ٹیکس ہے ۔ مگر عشر صرف ٹیکس نہیں بلکہ مالی عبادت بھی ہے ۔ اس وجہ سے عشر کا نام عشرالارض یا زکواۃ الارض[1] یا زکواۃ الزروع والثمار[2] اور زکواۃ الحبوب والثمار[3] بھی ہے۔ زمین کی جس پیداوار سے بھی عشر وصول کیا جائے گا وہ لازماً مسلمانوں کی ملکیت ہو گی ۔ علامہ کاسانیؒ لکھتے ہیں :

فلا یبتداء بھذا الحق الا علی مسلم بلا خلاف[4]

ترجمہ: بلا اختلاف اس حق (عشر) کا آغاز صرف مسلمان سے شروع ہوتا ہے ۔
عشر زکواۃ ہی کی ایک قسم ہے اور اس کے مصارف بھی وہی ہیں جو زکواۃ کے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے عشر کو مستقل عنوان دینے کی بجائے اس کا ذکر زکواۃ کے ذیلی عنوان میں کیا ہے ۔

شریعت نے عشر کی وصولی کے لیے ایک ضابطہ مقرر کیا ہے ۔ پیداوار کے جس حصہ میں محنت اور خرچہ کم ہوگا وہاں اس صدقہ واجب کی مقدار زیادہ ہو گی ۔ بارانی زمین سے حاصل ہونے والی پیداوار پر عشر (دسواں حصہ) واجب ہے ، جبکہ کنویں اور نہری پانی سے سیراب شدہ زمین کی حاصل پیداوار پر نصف عشر (بیسواں حصہ) ہے ۔ الغرض محنت اور خرچہ میں جس قدر اضافہ ہوگا ، اسی قدر مقدار واجب میں کمی آتی جائے گی ۔

لان العشر وجب مؤنۃ الارض فیختلف الواجب بقلۃ المؤنۃ وکثرتھا[5]

ترجمہ: کیونکہ عشر زمین کی مشقت پر لازمی ہوا تو زمین کی تھوڑی اور بہت محنت کی وجہ سے حصہ بھی مختلف ہو جاتا ہے ۔
عشر کی فرضیت کتاب و سنت اور اجماع کے علاوہ عقلاً بھی ثابت ہے ۔

---

*چیئرمین شعبۂ علوم اسلامیہ ، گومل یونیورسٹی ، ڈیرہ اسماعیل خان

فالدلیل علی فرضیة الکتاب والسنة والاجماع والمعقول[6]

ترجمہ: (عشر کے) فرض ہونے کی دلیل کتاب اور سنت و اجماع اور معقول ہے ۔

کتاب اللہ سے وجوب عشر کی دلیل

و اتوا حقه یوم حصاده[7]

ترجمہ: اور اس میں جو حق (شرع سے) واجب ہے، وہ اس کے کاٹنے (توڑنے) کے دن (مسکینوں) کو دیا کرو ۔

وجوب عشر میں یہ آیت بالکل صریح اور واضح ہے ۔ 'اتو کے معنی ہیں لاؤ یا ادا کرو۔ کھیتی پکنے یا پھلوں کے توڑنے کے وقت کو حصاد کہتے ہیں ۔ ابن عربی لکھتے ہیں :

و اصل الحصاد اذهاب الشیئ عن موضعه الذی هو فیه قال الله تعالی منها قائم و حصید[8]

ترجمہ: حصاد کی حقیقت ہے ایسی جگہ سے وہ چیز ہٹا دینا جو اس میں اللہ تعالی نے فرمایا . . . . ۔

اس آیت میں کھیتی کاٹنے یا پھلوں کے توڑنے کے وقت اس کے حق ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے ۔ حق سے مراد غربا و مساکین پر صدقہ کرنا ہے ۔ جس طرح اس آیت سے یہ مفہوم ظاہر ہے :

و فی اموالهم حق معلوم للسائل والمحروم[9]

ترجمہ: نیک بندوں کے اموال میں معین حق ہوتا ہے، مانگنے والے اور نہ مانگنے والے فقراء و مساکین کا، حق کی تفسیر عامة المسلمین کے نزدیک عشر یا نصف عشر ہے ۔

قال عامة اهل التاویل ان حق المذکور هو العشر و نصف العشر[10] (i)

ترجمہ: عام اہل تاویل نے کہا ہے کہ مذکورہ حق وہی عشر اور نصف عشر ہے ۔

صدقہ سے مراد یہاں عام صدقہ خیرات ہے، یا وہ صدقہ جو زمین کی زکواۃ یا عشر کہلاتا ہے ۔ یہاں ائمہ تفاسیر صحابہ و تابعین کے دو اقوال ہیں ۔ پہلے قول کو اختیار کرتے ہوئے یہ وجہ بتائی ہے کہ یہ آیت مکی ہے اور زکواۃ کی فرضیت ہجرت مدینہ کے تیسرے سال ہوئی، اور بعض مفسرین نے اس آیت کو مدنی شمار کیا ہے اور حق سے مراد زمین کی زکواۃ اور عشر قرار دیا ہے ۔ امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اور ابن عربی اندلسی نے احکام القرآن میں اس کا فیصلہ اس طرح فرمایا

ہے کہ آیت خواہ مکی ہو یا مدنی ، دونوں صورتوں میں اس آیت سے زکواۃ الارض یعنی عشر مراد ہو سکتا ہے۔

کیونکہ ان کے نزدیک وجوب زکواۃ کا اصل حکم مکہ میں نازل ہوچکا تھا۔ آیت زکواۃ کے حکم پر مشتمل ہے جو بالاتفاق مکی ہے ۔ البتہ مقدار زکواۃ اور نصاب کا تعین وغیرہ ہجرت کے بعد ہوئی[10]۔ (ii)

آپ[3] کا ارشاد گرامی ہے :

ما سقت السماء ففیہ العشر و ما سقی بالسالیۃ فنصف العشر[11]

ترجمہ: یعنی بارانی زمینوں میں پیداوار کا دسواں حصہ اور کنویں سے سیراب ہونے والی زمینوں کی پیداوار کا بیسواں حصہ واجب ہے۔

آیت سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی پیداوار میں اللہ کی طرف سے کوئی حق عاید کیا گیا ہے۔

علامہ جصاصؒ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں :

ان المراد بقولہ تعالیٰ: و اتوا حقہ یوم حصادہ ھوالعشر دل علی وجوب العشر[12]

ترجمہ: اللہ کے اس فرمان کا مطلب ہے، اور کٹائی کے دن (زمین کی پیداوار) کا حق ادا کیا کرو، وہی عشر وجوب عشر پر دلیل ہے۔

امام رازیؒ اس آیت کی وضاحت میں لکھتے ہیں :

فوجب ان یکون المراد بھذا الحق حق الزکواۃ[13]

ترجمہ: تو لازم ہوا کہ اس حق سے مراد حق الزکواۃ ہے۔

"اتوا حقہ میں حق سے مراد (زرعی پیداوار) کی زکواۃ (عشر) کا حق ہے۔

علامہ ابن کثیرؒ نے تفسیر ابن کثیر ، ابن جریر کے حوالہ سے حضرت انسؓ کا یہ قول نقل کیا ہے :

و اتوا حقہ یوم حصادہ میں "حق" سے زرعی پیداوار کی وہ زکواۃ (عشر) مراد ہے ، جو ہر صاحب نصاب پر فرض ہے[14] ۔ (i)

علامہ قرطبیؒ نے اپنی تفسیر الجامع الاحکام القرآن میں جلیل القدر صحابہؓ کے حوالہ سے یہ بات لکھی ہے :

حق الزکواۃ المفروضۃ العشر و نصف العشر ۔

ترجمہ: واجب شدہ زکواۃ کا حق عشر اور نصف عشر ہے[14] ۔ (ii)

حقہ سے مراد یہاں عشر و نصف عشر ہے ۔ اس کا ادا کرنا ہر صاحب نصاب پر اس طرح فرض ہے جس طرح زکواۃ کا ادا کرنا فرض ہے[۱۵]۔

کتاب اللہ سے دوسری دلیل

یا ایھا الذین امنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم و مما اخرجنا لکم من الارض[۱۶]

ترجمہ: اے ایمان والو! پاکیزہ اموال میں سے خرچ کیا کرو، جو تم ہاتھ سے کماتے ہو اور جو ہم تمہارے لیے زمین سے نکالتے ہیں ۔

اس آیت میں لفظ اخرجنا سے اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ عشری زمین میں عشر واجب ہے[۱۷] ۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وجوب عشر

آپؐ کا ارشاد ہے :

قال فیما سقت السماء والعیون او کان عثریاً العشر و ما سقی بالنضح نصف العشر (رواہ البخاری)[۱۸] ۔

ترجمہ: آپؐ نے فرمایا جس زمین کی آبپاشی بارش اور چشموں سے ہو یا خود زمین سرسبز و شاداب ہو تو اس میں دسواں حصہ لیا جائے گا اور جس کی آبیاری پانی کھینچ کر کی گئی ہو اس کی پیداوار کا بیسواں حصہ لیا جائے گا ۔

ایک اور حدیث مبارک میں ہے ۔

عن معاذؓ قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن فامرنی ان اخذ مما سقت السماء العشر و فیما سقی بالدوالی نصف العشر[۱۹](i)

ترجمہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو مجھے حکم دیا کہ میں اس زمین کی پیداوار سے عشر وصول کروں جو بارش سے سیراب ہوئی ہے اور جو ڈول کے ذریعہ سے سیراب کی جائے اس سے نصف عشر وصول کروں ۔

اور یہ بھی آپؐ کا ارشاد گرامی ہے :

فیما سقت السماء العشر و فیما سقی بالناضح نصف العشر[۱۹] (ii) ۔

ثبوت عشر اور عقل و حکمت

علماء اسلام نے ثبوت عشر کے عقلی دلائل بھی دیے ہیں ۔ یہاں ہم علامہ طبریؒ کی ایک دلیل نقل کرتے ہیں :

و قال طبری والحکمة فی غرض العشر انه یکتب بعشر امثاله فکان المخرج للعشر تصدق بکل ماله فافهم[۲۰]۔

ترجمہ: اور طبریؒ نے فرمایا اور عشر کی غرض میں حکمت یہ ہے کہ وہ دس گنا لکھا جاتا ہے۔۔۔۔۔

وجوب عشر کی بنیادی شرائط

فقہاء نے چند شرائط کا ذکر کیا ہے، جیسے کہ پہلے اشارہ کیا گیا ہے۔
عشر صرف ٹیکس ہی نہیں، بلکہ عبادت کے پہلو کو اس میں غالب حیثیت حاصل ہے۔ اس لیے عشر صرف مسلمانوں کی زمین کے ساتھ مخصوص ہے اور اسلامی عبادت ہونے کی وجہ سے کافر عشر کا اہل نہیں:

احدھما الاسلام وانه شرط ابتداء ھذا الحق فلا یبتدأ بھذا الحق الا المسلم بلا خلاف لان فیه معنی العبادة والکافر لیس من اھل وجوبھا ابتداء فلا یبتدأ به علیه[۲۱]۔

ترجمہ: ان شرائط میں سے ایک اسلام ہے۔ اس حق (عشر) کے لیے شروع سے ہی یہ (اسلام) شرط ہے اور بلا اختلاف مسلمان ہی سے اس حق کا آغاز ہوتا ہے۔ کیونکہ اس (عشر) میں عبادت کا مفہوم ہے اور کافر تو سرے سے ہی اس وجوب کا اہل ہی نہیں تو اس (کافر) سے (وجوب عشر کا) آغاز نہ ہوگا۔
ایک مسلمان کو حاصل ہونے والی پیداوار پر عشر واجب ہے، چاہے یہ پیداوار عشری زمین سے حاصل ہو یا خراجی زمین سے حاصل ہو۔ قرآن و سنت کے عمومی حکم سے یہ بات سامنے آتی ہے:

«و مما اخرجنا لکم من الارض».

ترجمہ: ''اور جو ہم نے زمین میں سے تمہارے لیے نکالا''۔
اس آیت میں لفظ اخرجنا کا اشارہ اس طرف ہے۔ محقق ابن ہمامؒ فرماتے ہیں:

ان العمومات تقتضیه مثل قوله علیه السلام ما سقت السماء ففیه العشر فانه یقتضی ان یوجب مع الخراج۔[۲۲]

ترجمہ: عمومی تقاضا یہی ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جس زمین کی سیرابی بارش کے پانی سے ہو تو اس میں عشر ہے۔ تو اس کا مقتضا یہ ہوا کہ عشر کو خراج کے ساتھ بھی واجب کیا جائے۔

لیکن احناف نے خراجی زمینوں سے وجوب عشر کو اس مرفوع حدیث کی وجہ سے ساقط قرار دیا ہے، جس میں ارشاد ہے:

لا یجتمع علی مسلم خراج و عشر۔[23]

ترجمہ: ایک ہی زمین پر دو فریضے (عشر و خراج) جمع نہیں ہو سکتے۔

اس لیے مسلمان کی جس زمین پر خراج واجب ہو اس پر عشر واجب نہ ہوگا۔ بعینہٗ اس کی مثال اس مال کی ہے جس میں دو زکوٰتیں اکٹھی وصول نہیں کی جاتیں:

لان سبب وجوبھما واحد و ھو الارض النامیۃ فلا یجتمعان فی ارض واحدۃ کما لا یجتمع زکوٰتان فی مال واحد۔[24]

ترجمہ: دونوں (عشر و خراج) کے واجب ہونے کا سبب ایسی زمین ہے جو نشو و نما والی ہو تو دونوں ایک ہی زمین میں اکٹھے نہیں ہو سکتے، جس طرح ایک مال میں دو زکوٰتیں جمع نہیں ہو سکتیں اور فتویٰ بھی اسی پر ہے:

ولا یوخذ العشر من الخارج من ارض الخارج لانھما لا یجتمعان الخ۔ (در مختار)۔[25]

ترجمہ: خراجی کی حاصل پیداوار سے عشر نہیں لیا جائے گا اس وجہ سے دونوں (عشر و خراج) اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

اس کی تائید بھی حضرت ابن مسعودؓ کی روایت سے ملتی ہے:

انہ قال لا یجتمع عشر و خراج فی ارض مسلم۔[26]

ترجمہ: آپؐ نے فرمایا عشر اور خراج مسلمان کی زمین میں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ مسلمانوں کی مملوکہ زمین پر خراج بھی لگ سکتا ہے۔ آثار صحابہؓ سے یہی ثابت ہے۔ وہ خراجی زمینوں کا خراج ادا کیا کرتے تھے:

و قد صح ان صحابۃ اشتروا اراضی الخراج وکانوا یودون خراجھا۔[27]

ترجمہ: اور بالوثوق صحیح بات یہی ہے کہ اصحابؓ (کرام) نے خراجی زمینیں خریدیں اور وہ ان کا خراج ابھی ادا کیا کرتے۔

یہاں وضاحت سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ خراجی زمینوں سے عشر ہی ساقط ہوگا، خراج نہیں۔ یعنی سقوط عشر کا باعث صرف خراج کا واجب

ہوتا ہے :

(قوله ارض غير الخراج) قال اشار الى ان المانع من وجوبه كون الارض خراجية لانه لا يجمتع العشر و الخراج فشمل العشرية و ما ليست بعشرية ولا خراجية.[۲۸]

ترجمہ : وجوب (اداء) عشر سے رکاوٹ زمین کا خراجی ہوتا ہے اس وجہ سے عشر ، خراج کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا ۔

نیز آبیانہ کی ادائیگی سے عشر معاف نہیں ہوگا ۔

''اور سرکاری محصول کی ادائیگی سے بھی عشر ساقط نہ ہوگا'':[۲۹]

و قال انهم قد صرحوا بان فرضية العشر ثابتة بالكتاب و السنة و الاجماع و المعقول و بانه زكواة الثمار بانه يجب فى الارض الغير الخراجيه.[۳۰]

ترجمہ : عشر کی فرضیت کتاب اللہ ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، اجماع اور قیاس سے ثابت ہے ۔ یہ پھلوں کی زکاۃ ہے اور خراجی زمین کے علاوہ دیگر زمینوں کی پیداوار پر ۔

فقہائے کرام نے بعض اقسام اراضی کے متعلق یہ کہا : لا عشرية و لا خراجية تو شامی کی اس عبارت کا مطلب یہ نہیں کہ مسلمانوں کی کسی زمین پر نہ خراج واجب ہے اور نہ اس کی پیداوار پر عشر واجب ہے :

و على فرض سقوط خراج لا يسقط العشر فان الارض المعدة لاستغال لا تخلو من احدى الوظيفتين.[۳۱]

ترجمہ : خراج لازم نہ ہونے سے عشر ساقط نہیں ہوتا کیونکہ زمین کام کے لیے تیار کی گئی ہے تو دو فرائض میں سے ایک بہرحال رہے گا ۔

بلکہ ایسی تمام اراضی محض اِصلاح توظیف کی بنا پر لا عشری و لا خراجی کہا گیا ہے ۔ اگر عشری زمین سے خراج وصول کر لیا جائے تو ایسی صورت میں احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ مالک کے لیے عشر کا ادا کرنا لازمی ہوگا :

لايجمتع العشر مع الخراج انه لا يوخذ من الارض الخراجية العشر و لا من العشريه الخراج ولكن ان اخذ من العشرية الخراج فهل يسقط العشر فهو محل تأمل . . . لیکن اگر از زمین عشری خراج گرفته شد ظاهر آن است که دیانةً بذمه مالک ادای عشر لازم است فقط.[۳۲]

ترجمہ: عشر ، خراج کے ساتھ جمع نہ ہوگا۔ خراجی زمین سے عشر اور عشری زمین سے خراج وصول نہ کیا جائے گا۔ لیکن اگر عشری زمین سے خراج وصول کیا جائے تو کیا عشر ساقط ہوگا تو یہ صورت غور طلب ہے۔ لیکن اگر عشری زمین سے خراج وصول کر لیا گیا تو واضح بات یہ ہے کہ مالک کے ذمہ عشر کی ادائیگی دیانتاً لازمی ہے۔

الغرض زمین سے پیداوار کا حصول عشر کے واجب ہونے کی بنیادی شرط ہے۔ اگر کسی وجہ سے پیداوار حاصل نہ ہو ، چاہے کوتاہی سے اور غفلت سے زراعت نہ کی ہو ، یا اس کی خبر گیری اور حفاظت میں کوتاہی ہو جائے۔ بہر صورت عشر ساقط ہو جائے گا:

ولو كانت الارض عشرية فتمكن من زراعتها فلم تزرع لا يجب العشر لعدم الخارج حقيقة.۳۳

ترجمہ: اور اگر زمین عشری تھی اور اس میں زراعت ہو سکتی تھی اور زراعت نہ کی تو اصل پیداوار نہ ہونے پر عشر لازم آئے گا۔

اس کے برعکس خراج کی وصولی میں یہ اصول کارفرما نہیں بلکہ وجوب خراج کا سبب پیداوار کی بجائے خود خراجی زمین ہے:

الا انه اذ لم يزرعها و عطلها يجب الخراج . . . و انما لا يجب العشر بدون الخارج حقيقة حتى ان الارض لو لم تخرج شياء لم يجب العشر.۳۴

ترجمہ: مگر جب (خراجی زمین میں) زراعت نہ کی اور اسے بیکار چھوڑ دیا تو خراج لازم آئے گا جبکہ پیداوار کے بغیر عشر لازم نہ آئے گا۔ ہاں زمین میں اگر کچھ بھی پیداوار نہ ہوئی تو عشر واجب نہ ہوا۔

زمین سے کوئی پیداوار نہ ہو تو عشر ساقط ہو جاتا ہے۔ لیکن اموال تجارت اور سونے پر اگر کوئی نفع نہ ہو، جب بھی سال پورا ہونے کی صورت میں ان پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہو گی اور یہی حال خراجی زمین کا ہے اور عشر ایسی پیداوار پر ہوگا جس کی کاشت مقصود ہو۔ خود رو گھاس یا بیکار قسم کے خود رو درخت اگر کسی زمین میں ہو جائیں تو ان میں عشر نہیں:

و منها ان يكون الخارج من الارض مما يقصد بزراعة نماء الارض و تستغل الارض عادة فلا عشر فى الحطب و الحشيش و القصب الفارسى لانها لا تسمى بها الارض و لا تستعمل بها عادة.۳۵

ترجمہ: اور عشر زمین کی ایسی پیداوار پر ہوگا جس کی کاشت، زمین کی نشو و نما اور زمین سے خدمت لینا عادۃ مقصود ہو اس لیے خود رو درخت، گھاس اور کانوں پر عشر نہ ہوگا۔ اس وجہ سے ان چیزوں پر زمین کا اطلاق نہیں ہوتا اور نہ ہی عام حالات زندگی میں اس کا استعمال ہے:

الا فیما لا یقصد الخ . . . و ان المدار علی القصد حتی لو قصد بہ ذلک وجب العشر.[۳۶]

ترجمہ: عشر ہر اس شخص پر واجب ہوتا ہے جس کے گھر پیداوار جائے۔ چنانچہ بٹائی کی پیداوار پر مالک اور کسان دونوں کو اپنے اپنے حصے کا عشر ادا کرنا ہوگا۔[۳۷] (i)

عشر کے واجب ہونے کے لیے زمین کا مالک ہونا بھی ضروری نہیں۔ وقف اراضی سے حاصل ہونے والی پیداوار پر عشر واجب ہوگا اور سرکاری زمین کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔ تائید میں ایک فتویٰ ذیل ہے:

عشر در خارج لازم است لانھم صرحوا بان الملک غیر شرط فیہ بل سبب وجوبہ الارض النامیة و شرط الملک الخارج ای لا ملک الارض کما فی اراضی الموقوفة کذا فی در مختار فقط.[۳۷](ii)

درج ذیل تائیدات بھی ملاحظہ ہوں:

و کذا الارض لیس بشرط الوجوب العشر . . . لان العشر یجب فی الخارج لا فی الارض فکان ملک الارض و عدمہ بمنزلة واحدة.[۳۷](iii)

ترجمہ: اس طرح زمین وجوب عشر کے لیے شرط نہیں . . . اس لیے عشر پیداوار پر واجب ہے، زمین پر نہیں تو زمین کا مالک ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

قولہ:

ان ملک الارض لیس بشرط لوجوب العشر و انما الشرط ملک الخارج لانہ یجب فی الخارج لا فی الارض فکان ملکہ و عدمہ سواد.[۳۷](iv)

ترجمہ: زمین کی ملکیت وجوب عشر کے لیے شرط نہیں فقط پیداوار کا مالک ہونا شرط ہے۔ کیونکہ عشر پیداوار پر ہے زمین میں نہیں، تو زمین کا مالک ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

زمین کاشت کرنے کی غرض سے عاریہ یا اجارہ پر لینے والے شخص پر ہی عشر واجب ہوگا۔ زمین کے مالک پر نہیں۔

علی خلاف فی المستأجر بین الامام و صاحبیہ.[۳۸]

ترجمہ: مستأجر کے بارے میں امام اور صاحبین کا اختلاف ہے :

و فی الحاوی و بقولهما نأخذ.[۳۹]

ترجمہ: اور حاوی میں ہے اور ہم نے صاحبین کے قول سے لیا ہے ۔

مفتی محمد شفیعؒ صاحب لکھتے ہیں . . . اگر موجر پوری اجرت لے اور مستاجر کے پاس کم بچے تو عشر موجر کے ذمہ ہے اور اگر اجرت کم لے اور مستاجر کے پاس زیادہ بچے تو مستاجر کے ذمہ ہے ۔ چونکہ ہمارے دیار میں اجرت کم لی جاتی ہے ۔ اس لیے میں وجوب عشر علی المستاجر پر فتویٰ دیا کرتا ہوں ۔ ہاں اگر کسی جگہ پوری اجرت لی جائے جس میں زمیندار عشر بخوبی ادا کر سکتا ہے تو اس وقت عشر علی الموجر پر فتویٰ ہوگا ۔[۴۰]

عشر پوری پیداوار سے لیا جائے ۔ بونے اور کاٹنے کے اخراجات عشر کی ادائیگی کے بعد نکالے جائیں گے ۔ علامہ کاسانیؒ لکھتے ہیں :

ولا يحتسب لصاحب الارض ما انفق على الغلة من سقى او عمارة او اجر الحافظ او اجر العمال او نفقة البقر لقوله عليه السلام ما سقته السماء ففيه العشر الخ. مطلقاً عن احتساب هذه المؤن.[۴۱]

ترجمہ: غلہ (اگانے) میں سیرابی ، کاشت ، حفاظت کرنے کی اجرت ، مزدوروں کا معاوضہ اور بیل پر خرچہ کا حساب مالک زمین کے ذمہ نہ ہوگا ۔ نبی علیہ السلام کے فرمان کے پیش نظر جس (زمین) کو بارش سیراب کرے اس میں عشر ہے .. الخ. مشقت کے اخراجات کے بغیر یہ حکم مطلقاً ہے۔

عشر کی وصولی

ابوبکر محمد بن عمرو بن خرم کی روایت سے اس کا طریق کار حسب ذیل ہے :

مروان نے کسی قرطبی کو کھیتوں کی پیداوار کا اندازہ لگانے کے لیے بھیجا ۔ یہ شخص آنحضرتؐ کے ایک صحابی عثمان بن حنیفؓ کے پاس ان کی کھیتی کی زکواۃ (عشر) مانگنے کے لیے گیا ۔ (اور غالباً اس نے خود ہی اس کا اندازہ لگانا شروع کر دیا تو) انھوں نے فرمایا ۔ اچھا اب آپ یہ بھی کرنے لگے ہو؟ زکواۃ (عشر) جزیہ کی طرح وصول نہیں کی جاتی ۔ یہ تو زکواۃ (عشر) ہے ۔ جس پر لوگوں کی گرفت ہوتی ہے ۔ (اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہ ہونے کی وجہ سے خود ہی صحیح اندازہ کرنے کا پابند ہے) ۔[۴۲](i)

شریعت نے ہر چیز کی زکواۃ اس جنس سے تجویز فرمائی ہے ۔ نقد میں نقد مویشیوں میں مویشی ۔ غلوں اور پھلوں سے غلہ اور پھل ۔ الغرض شریعت نے

زکواۃ و عشر ادا کرنے والے کی سہولت کو پیش نظر رکھا ۔ اس لیے عشر کی ادائیگی از روئے شرع اس طرح ہو گی ۔

عشر بصورت نقد یا جنس (جس میں بھی ادا کنندہ کو سہولت ہو) وصول کیا جائے ۔[۴۲](ii)

عشر کے لیے کوئی نصاب مخصوص نہیں

زکواۃ کا نصاب معین ہے، جبکہ عشر کے لیے کوئی نصاب مخصوص نہیں ۔ زکواۃ کی فرضیت کا سبب ہی نصاب ہے ۔ اس لیے معین ہے ۔ جبکہ عشر میں یہ بات نہیں اور اس کا دار و مدار تو محض زمین سے حاصل ہونے والی پیداوار پر ہی ہے ۔

و اما سبب فرضیتہ فالارض النامیة بالخارج الحقیقة[۴۳] ۔

ترجمہ: اور عشر کے فرض ہونے کا سبب ارض نامی سے حقیقی پیداوار ہونے پر ہے ۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب یہی ہے کہ زمین کی پیداوار خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ بہر صورت زکواۃ (عشر) ادا کرنا ضروری ہے ۔ سورۃ بقرۃ کی جس آیت میں زمین کی زکواۃ کا ذکر ہے وہاں بھی اس کے لیے کوئی نصاب مذکور نہیں ۔ ارشاد ربانی ہے :

یا ایھاالذین امنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم و مما اخرجنا لکم من الارض

ترجمہ: اے ایمان والو! پاکیزہ اموال میں سے خرچ کیا کرو، جو تم ہاتھ سے کماتے ہو اور جو ہم تمہارے لیے زمین سے نکالتے ہیں ۔

آیت مما اخرجنا لکم من الارض میں ما اپنے عموم کی وجہ سے قلیل و کثیر سب کو شامل ہے ۔ امام صاحب کا استدلال یہی ہے اور وہ عشری زمین کی ہر قلیل و کثیر پیداوار پر عشر واجب سمجھتے ہیں[۴۴]۔

علامہ کاسانیؒ لکھتے ہیں :

و کذا النصاب لیس بشرط لوجوب العشر فیجب العشر فی کثیر الخارج و قلیله لا یشترط فیه النصاب عند ابی حنیفه عموم قوله تعالی . . . . و مما اخرجنا لکم من الارض و قوله عز و جل اتوا حقه یوم حصاده و قول النبی صلی الله علیه وسلم ما سقته السماء ففیه العشر و ما سقی بنضح او دالیة ففیه نصف العشر من غیر فصل بین القلیل والکثیر و لان السبب الوجوب و هی الارض النامیة بالخارج لا یوجب التفصیل بین القلیل والکثیر[۴۵] ۔

ترجمہ: اور اس طرح نصاب عشر کے واجب ہونے کی شرط نہیں اس لیے (بھی) عشر قلیل و کثیر پیداوار پر واجب ہوگا۔ اور امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اللہ تعالی کے عمومی فرمان کے پیش نظر عشر میں نصاب کی شرط نہیں ہے ”اور جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا“ اور اللہ عز و جل کا ارشاد ”اور اس میں جو حق واجب ہے وہ اس کے کاٹنے کے دن دیا کرو“ اور نبی (کریم) صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد قلیل و کثیر کے فرق کے بغیر ہے ”جس زمین کو بارش سیراب کرے اس میں عشر ہے“؟ اور وجوب عشر کا سبب ارض کی پیدائش پر ہے (یہاں) قلیل و کثیر کا فرق ضروری نہیں۔

در مختار کے حوالہ سے مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں۔ عشر میں کوئی نصاب نہیں ہے۔ قلیل و کثیر پیداوار زمین عشری میں عشر لازم ہے۔ قال فی در مختار یعنی در مختار میں ہے:

و تجب فی سقی سماء و سیح کنهر بلا شرط نصاب و بقاء۔۔ ۴۶

ترجمہ: اور ان زمینوں کی پیداوار پر ہے جو بارش اور نہر کے پانی سے سیراب ہوں اور اس میں نصاب یا (پیداوار کے) باقی رہنے کی شرط نہیں۔

بدایۃ المجتہد میں ہے:

لیس فی الحبوب والثمار نصاب۔ ۴۷

ترجمہ: غلہ اور پھلوں میں نصاب نہیں۔

علامہ جصاصؒ لکھتے ہیں:

و بقوله تعالی انفقوا من طیبات ما کسبتم و مما اخرجنا لکم من الارض و ذلک عام فی جمیع الخارج و یدل علیه قول النبی صلی الله علیه وسلم فیما سقت السماء العشر و لم یفصل بین القلیل والکثیر۴۸۔

ترجمہ: اور اللہ تعالی کا فرمان ہے پاکیزہ اموال میں سے خرچ کیا کرو جو تم ہاتھ سے کماتے ہو ”اور جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا“ اور یہ کل پیداوار کے لیے عام ہے اور اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان دلیل ہے ”اور جو زمین بارش سے سیراب ہو اس میں دسواں ہے“ اور آپؐ نے قلیل و کثیر کا فرق نہیں فرمایا۔

علامہ ابن عربی لکھتے ہیں:

هذا یدل علی وجوب الزکواة فی کل نبات من غیر تقدیر نصاب و لا تخصیص۔۔

و عضده بقوله صلی اللہ علیہ وسلم فیما سقت السمآء العشر و فیما سقی بنضح او دالیة نصف العشر[۴۹] ۔

ترجمہ: ہر قسم کی سبزیوں میں نصاب کی تخصیص کے بغیر اور تقدیر کے بغیر زکواۃ کے واجب ہونے کی یہ دلیل ہے ۔

ابن عابدین لکھتے ہیں :

(قوله بلا شرط نصاب و بقاء) فیجب فیما دون النصاب بشرط ان یبلغ صاعاً و قیل نصفه[۵۰]۔

ترجمہ: (نصاب اور بقا کی شرط کے بغیر) نصاب سے کم میں بھی (عشر) واجب ہے ۔ بشرطیکہ (پیداوار) ایک صاع تک ہو اور بعض کے ہاں نصف صاع ہے ۔
علامہ شبیر احمد عثانیؒ فتح الملہم میں لکھتے ہیں :

و قال القاضی ابوبکر بن العربی المالکی فی عارضة الاحرزی و اقوی المذاهب فی المسئلة مذهب ابی حنیفة دلیلاً و احفظها للمساکین و اولاها قیاما بشکر النعمة و علیه یدل عموم الآیة[۵۱] ۔

ترجمہ: قاضی ابوبکر بن العربی المالکی نے عارضة الاحرزی میں کہا ہے، مذہب ابو حنیفہ دلیل کے لحاظ سے بہت قوی، مساکین کے لیے زیادہ تحفظ اور نعمت کے

شکر میں سب سے بہتر ہے اور عموم آیت اس پر دلیل ہے ۔
پھر ایک اور مقام پر لکھتے ہیں :

قال فیما سقت الانهار والغیم العشور و فیما سقی بالسانیة نصف العشر قوله نصف العشر الخ بظاهر هذا الحدیث اخذ ابو حنیفة لانه صلی اللہ علیه وسلم یقدر فیه مقداراً فدل علی وجوب الزکواة فی کل ما یخرج من الارض قل او کثر[۵۲]۔

ترجمہ: نہروں اور بارشوں سے جو (زمینیں) سیراب ہوں اس میں دسواں قولہ نصف العشر الخ (امام) ابو حنیفہؒ نے ظاہر حدیث کو لیا ہے اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ایک مقدار مقرر فرمائی تو زمین سے تھوڑی یا بہت پیداوار پر زکواۃ (عشر) کے واجب ہونے کی دلیل ہے ۔

محمد علاء الدین الحصکیؒ لکھتے ہیں کہ فتویٰ امام ابو حنیفہؒ کے قول پر ہے ۔ لہذا پیداوار تھوڑی ہو یا بہت عشر بہرحال نکالنا واجب ہے[۵۳] ۔ وجوب عشر کے لیے کوئی نصاب شرط نہیں ۔ البتہ چار سیر سے کم پر عشر نہ ہوگا :

قال فی شرح التنویر. و(یجب) العشر (فی عسل) و ان قل (الی ان قال) (بلا شرط نصاب) و (بقاء) و حولان حول فی الشامیة (قوله بلا شرط نصاب و بقاء) فیجب فیما دون النصاب بشرط ان یبلغ صاعاً قیل نصفه[۵۴]۔

ترجمہ: شہد میں عشر واجب ہے اگرچہ تھوڑی ہو (یہاں تک کہا) شامیہ میں ہے نصاب اور سال کے باقی رہنے کی شرط نہیں (قولہ نصاب اور باقی رہنے کی شرط کے بغیر) نصاب سے کم میں بھی بشرطیکہ وہ ایک صاع تک پہنچے تو عشر واجب ہے ۔ بعض کے ہاں نصف صاع (شرط) ہے ۔

البتہ صاحبین کے نزدیک عشر کا کم از کم نصاب پانچ وسق (۹۰۸ گرام) ہے ۔ جو چیز بھی وسق کے تحت آتی ہے اسی جنس سے ۵ وسق مراد لیا جائے گا ۔ البتہ جو چیزیں وسق کے تحت نہیں آتیں مثلاً کپاس اور گنے کی فصل ۔ اس کے بارے میں امام ابو حنیفہؒ کا فتویٰ ہے کہ سب سے کم قیمت کی جنس میں ۵ وسق کی قیمت کو نصاب تصور کیا جائے گا اور شیخ یوسف قرضاوی کی رائے یہ ہے کہ متوسط قیمت کی جنس میں پانچ وسق کو نصاب تصور کرنا چاہیے ۔

عشر کے وجوب کے لیے سال کا گزرنا شرط نہیں جبکہ زکواۃ کے لیے حولان حول شرط ہے ۔

لا زکواۃ فی مال امریٔ حتیٰ یحول علیہ الحول[۵۵]۔

ترجمہ: مال میں زکواۃ نہیں جب تک اس پر سال نہ گزرے ۔

سال گزرنے پر زکواۃ فرض ہو جاتی ہے اور فصل کٹنے پر عشر واجب ہو جاتا ہے ۔ سال میں ایک مرتبہ زکواۃ ادا کرنے سے ایک صاحب مال اس فریضہ سے سبکدوش ہو جاتا ہے ۔ مگر عشر کی ادائیگی ہر فصل پر واجب ہوتی ہے ۔ ھدایہ مع فتح القدیر میں ہے ۔ جتنی مرتبہ عشری زمین سے غلہ اگایا جائے گا اتنی ہی مرتبہ عشر ادا کرنا واجب ہوگا[۵۶]۔

علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں :

حتیٰ اتوا خرجت الارض مراراً وجب فی کل مرۃ لاطلاق النصوص عن قید الدخول و لان العشر فی الخارج حقیقۃ فیتکرر بتکررہ[۵۷]۔

ترجمہ: یہاں تک کہ زمین کی پیداوار چند مرتبہ ہو، ہر مرتبہ (عشر) واجب ہوا ۔ اس وجہ سے کہ نصوص میں مطلقاً کوئی شرط نہیں اور اس وجہ سے (بھی) کہ عشر دراصل پیداوار پر ہے تو ہر مرتبہ کی پیداوار پر عشر بھی ہر مرتبہ ہوگا ۔

سال پلٹنا نمو حاصل کرنے کے لیے ہوتا ہے اور یہ توکل ہی نمو ہے -

و لهذا لا يشترط الحول لانه لاستمناء و هو كله نماء[۵۸] -

ترجمہ: اس لیے سال کی شرط نہیں رکھی گئی - کیونکہ (یہ شرط تو) نمو حاصل کرنے کے لیے ہے اور یہ توکل ہی نمو ہے -

اہلیت نہ رکھنے کی وجہ سے بچہ اور مجنوں پر زکواۃ فرض نہیں ہوتی ، مگر عشر کے وجوب میں یہ بات نہیں - بچہ اور مجنوں کی مملوکہ زمین سے حاصل ہونے والی پیداوار پر بھی عشر واجب ہوگا -

علامہ کاسانی لکھتے ہیں :

و ان العقل والبلوغ فليسا شرائط اهلية وجوب العشر حتیٰ يجب العشر فی ارض الصبی والمجنون[۵۹] -

ترجمہ: عشر کے واجب ہونے کی شرطوں میں عقل اور بلوغ نہیں ہے - یہاں تک کہ بچہ اور مجنوں کی زمین میں عشر واجب ہوگا -

ایک اور جگہ رقمطراز ہیں :

الا ترى انهما لا يسقطان بعذرالصبا والجنون والزكوة تسقط به[۶۰] -

ترجمہ: کیا آپ نے غور نہیں کیا بچپن اور جنون سے دونوں (عشر و خراج) ساقط نہیں ہوتے اور زکواۃ ساقط ہو جاتی ہے -

اور در مختار میں ہے :

(و قوله فی ارض صغير و مجنون و مكاتب) بدخول العلة فلا يشترط فی وجوبه العقل والبلوغ والحرية[۶۱] -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عشری اور خراجی زمینوں کی تفاصیل

عشری زمین

۱- عشری زمین وہ ہے - جو اول سے مسلمان کے پاس ہو اور عشری پانی سے سیراب کی جاتی ہو -[۶۲]

جو زمینیں اس وقت مسلمانوں کی ملکیت ہیں اور ان کے پاس مسلمانوں ہی سے پہنچی ہیں - ارثاً و شراءً و هلم جراً وہ زمینیں عشری ہیں اور درمیان میں

کوئی کافر مالک ہوگیا تھا ۔ وہ عشری نہ رہی اور جس کا حال کچھ معلوم نہ ہو اور اس وقت مسلمانوں کے پاس ہے - یہی سمجھا جائے گا کہ مسلمانوں ہی سے حاصل ہوئی ہے ۔ بدلیل استصحاب حال بس وہ بھی عشری ہوگی ۔
و قدر العشر معروف ۔[۶۳]

۲۔ جس وقت پورا حال معلوم نہ ہو جیسا کہ اس وقت ہے ، تو عموماً یہ حکم کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی مملوکہ زمین عشری سمجھی جاتی ہے اور کفار کی مملوکہ اراضی خراجی ۔ پس مسلمانوں کے پاس جو زمین معاف کی چلی آتی ہے یا اس نے مسلمانوں سے خرید لی ہے ، وہ عشری ہے اور جو زمین کافر سے خریدی وہ خراجی رہے گی ۔ بعض نے لکھا ہے ۔ جب سرکار سب زمینوں کا محصول لیتی ہے تو سب خراجی ہی ہیں ۔ مگر مقتضائے احتیاط یہ ہے کہ مسلمان اپنی اراضی مملوکہ میں عشر لگائیں[۶۴]۔

۳۔ پاکستان میں غیر مسلموں کی متروکہ زمینیں جو گورنمنٹ نے مسلمانوں (مہاجرین) میں تقسیم کر دی ہیں ، یہ سب زمینیں عشری ہیں ۔ کیونکہ سب اراضی بیت المال میں داخل ہو کر حکومت کی تقسیم کے ذریعے مسلمانوں کی ملک ابتدائی بن گئیں اور مسلمانوں کی زمینوں پر عشر لگایا جانا سب سے زیادہ مناسب ہے[۶۴] ۔

۴۔ پورے جزیرۃ العرب کی زمینوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشری قرار دیا ہے اور خلفائے راشدین اور بعد میں آنے والے مسلمان بادشاہوں نے بھی اس طریق کار کو جاری رکھا ہے ۔

اما العشریۃ و منھا ارض العرب کلھا. . . لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و خلفاء الراشدین بعدہ لم یاخذوا من ارض العرب خراجا فدل انھا عشریۃ۔[۶۵]

ترجمہ: ہندوستان میں جو اراضی مملوکہ مسلمین رہی ، وہ عشری ہے ۔ کیونکہ اصل وظیفہ مسلمان کی زمین کا عشر ہے ۔ پس بحالت اشتباہ احوط عشر ہے ۔[۶۶]

۵۔ اگر کوئی ملک صلح کے ساتھ اس طرح فتح ہوا کہ اس کے باشندے بھی مسلمان ہوگئے تو ان کی زمین بدستور ان کی ملکیت میں رہیں گی اور ان پر عشر واجب ہوگا اور یہ زمینیں عشری قرار دی جائیں گی ۔ جیسا کہ مدینہ طیبہ کے باشندے مسلمان ہوگئے اور آپ[ص] کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی ۔ اس لیے مدینہ طیبہ کی زمینیں عشری قرار پائیں ۔

(i) (اما العشریہ) و منها الارض التی اسلم علیها اهلها طوعا باجماع الصحابة عشریة لانه الیق بالمسلم (در مختار).[۶۷]

ترجمہ: عشری زمینوں میں وہ زمین شامل ہے جس کے مالک اپنے رضا و رغبت سے اسلام میں داخل ہوئے ہوں ۔

(ii) فاذا اسلموا جمیعاً ردت ارضهم کلها الی العشر مثل باقی ارض المسلمین و زالت عنها صفة الخراجیة.[۶۸]

ترجمہ: جب ان زمینوں کے مالک مسلمان ہوگئے تو ان کی طرح زمین بھی دوسرے مسلمانوں کی اراضی کی طرح عشری ہو جائے گی اور ان کا خراجی ہونا باقی نہ رہے گا ۔

۶۔ کوئی ملک جنگ کے ساتھ فتح ہوا اور امام المسلمین نے اس کی زمینیں مال غنیمت کے اصول پر چار حصے مجاہدین میں تقسیم کر دیے اور پانچواں حصہ بیت المال میں داخل کر دیا تو جو زمین تقسیم ہو کر مجاہدین کی ملک میں آئیں گی وہ سب عشری ہوں گی ۔ جیسا کہ خیبر کی زمینوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین میں تقسیم فرمایا اور ان پر عشر لازم کیا گیا ۔

(و اما العشریہ) و منها الارض التی فتحت عنوة و قهرا و قسمت بین الغانمین لان الاراضی لا تخلو عن مونة اما العشریہ و اما الخراج و الابتداء بالعشر فی ارض المسلم الی.[۶۹]

البتہ کچھ استثنائی صورتیں بھی ہیں ۔ مثلاً جب مکہ مکرمہ فتح ہوا مگر آپ[ؐ] نے اس سرزمین کو مجاہدین میں تقسیم نہ کیا بلکہ سابقہ مالکوں کی ملکیت بحال رکھی ، ضابطہ کے پیش نظر مکہ کی زمینوں پر خراج عائد ہوتا ، مگر صاحب بدائع نے فرمایا ۔ اس معاملے میں قیاس کو اس لیے چھوڑ دیا گیا کہ رسول[ؐ] نے احترام مکہ کی وجہ سے مکہ کی سرزمین پر خراج عائد نہ کیا ۔ اس لیے مکہ کی زمینیں عشری ہیں :

و کان القیاس ان تکون مکة خراجیة لانها فتحت عنوة و قهرا و ترکت علی اهلها و لم تقسم لکنا ترکنا القیاس بفعل النبی صلی اللہ علیه وسلم حیث لم یضع علیها الخراج فصارت مکة مخصوصة بذلک تعظیما للحرم.[۷۰]

۷- پاکستان میں غیر مسلموں کی متروکہ زمین جو حکومت نے مسلمان مہاجرین میں تقسیم کر دی ہیں - یہ سب زمینیں عشری ہیں - کیونکہ سب اراضی بیت المال میں داخل ہو کر حکومت کی تقسیم کے ذریعے مسلمانوں کی ملک ابتدائی بن گئیں اور مسلمانوں کی زمینوں پر عشر ہی لگایا جانا سب سے زیادہ مناسب ہے - [۷۱]

۸- بنجر اور غیر آباد زمینیں جنھیں کوئی مسلمان عشری پانی سے آباد کرے - [۷۲]

۹- وہ خراجی زمینیں جن کا پانی منقطع ہو اور انھیں عشری پانی سے سیراب کرے - [۷۲]

ارض الخراج اذا انقطع عنها ماء الخراج و صارت بماء العشر فهي عشريه.[۷۳]

۱۰- مسلمان جب اپنے گھر کے باغ کی زمین کو عشری پانی سے سیراب کرے -

«تلک عشرة «کاملة» »

خراجی زمینیں

۱- جو وظیفہ عشر یا خراج کسی زمین پر ابتداءً عائد ہوگا ، وہ وظیفہ مالک بدلنے تک تبدیل نہ ہوگا - اسی وجہ سے اگر کسی غیر مسلم کی خراجی زمین کو کوئی مسلمان خرید لے تو اس مسلمان پر خراج ہی واجب ہوگا - بہت سے صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے - انھوں نے خراجی زمینیں خریدیں اور ان کا خراج ادا کرتے رہے - جس سے معلوم ہوا کہ خراجی زمینیں خریدنا اور اس کا خراج ادا کرنا مسلمان کے لیے بلا کراہت جائز ہے -

و لو اشتری من ذمی ارضاً خراجية فعليه الخراج ولا تتقلب عشرية لان الاصل ان مؤنة الارض لا تتغير بتبديل المالک.[۷٤]

ترجمہ : اور اگر مسلمان خراجی زمین کسی ذمی سے خریدے تو خراج ہی ادا کرے گا اور یہ زمین عشری نہیں بنے گی کیونکہ زمین کی اصلیت اور اس پر اٹھنے والے اخراجات مالک کے تبدیل ہونے سے تبدیل نہیں ہوتے -

۲- اور اگر مسلمان کی عشری زمین کو کوئی غیر مسلم خرید لے تو جمہور کے قول کے مطابق اس کا فریضہ عشر نہیں بلکہ خراج ہوگا - کیونکہ عشر عبادت ہے اور کوئی غیر مسلم عبادت کا اہل نہیں - [۷۵]

اصولی طریقہ سے ایسی زمین پر عشر لازم ہونا چاہیے تھا ، مگر چونکہ اس پر

ایک وظیفہ خراج کا پہلے سے عائد ہو چکا ہے ، اس لیے دوسرا وظیفہ عشر کا اس پر عائد نہیں کیا جا سکتا ۔ معلوم ہوا اگر اس زمین پر خراج نہ ہوتا تو عشر ضرور لازم ہوتا ۔

۳- جو زمینیں غیر مسلم کی ملکیت میں ہوں ۔

۴- ایسی زمینیں جن کا کسی وقف غیر مسلم کی ملکیت میں رہن معلوم ہو ، بشرطیکہ وہ متروکہ جائیداد نہ ہو ۔[۷۹]

۵- ایسی زمینیں جنھیں مجاہدین اسلام نے بزور شمشیر فتح کیا ہو اور پھر یہ زمین اس علاقہ کے ذمیوں کو کھیتی باڑی کے لیے بغرض خراج دی جائیں۔ مثلاً سواد عراق اور مصر ۔

۶- وہ بے کار زمین جسے ذمی نے اسلامی ریاست کے سربراہ کی اجازت سے قابل کاشت بنایا ہو ، یا اس ذمی نے جہاد اسلامی میں لشکر اسلام کی مدد کی ہو اور امیر یا سربراہ نے زمین کا کوئی ٹکڑا اسے بطور انعام دیا ہو ۔

۷- ذمی کے گھر کے باغ کی زمین خواہ وہ اس زمین کو عشری پانی سے سیراب کرے ۔

۸- اس کافر قوم کی زمین جس نے خراج پر مسلمانوں سے صلح کی ہو ۔

۹- جو زمین خراجی پانی سے سیراب ہو ۔

۱۰- ایسی زمین جو مسلمان نے ذمی یا کافر سے خریدی ہو ۔

۱۱- وہ عشری زمین جو خراجی پانی سے سیراب ہو ۔

۱۲- مسلمان کے گھر کے باغ کی زمین جسے خراجی پانی سے سینچا گیا ہو ۔

مآخذ

۱- یقال عشر الارض . . . و زکواۃ الارض ۔ الکاسانی ، علاءالدین بن مسعود : بدائع الصنائع ، ج ۲ ، ایچ ۔ ایم ۔ سعید کمپنی، کراچی، ۱۴۰۰ھ ، ص ۵۷

۲- (i) و اما زکواۃ الزروع و الثمار و ھو العشر ، بدائع الصنائع ، ج ۲ ، ص ۵۳
(ii) ابن کثیرؒ نے تو اس کا شمار صدقات واجبہ میں کیا ہے ۔ ابن کثیر ، ابو عبداللہ محمد : تفسیر القرآن العظیم، ج ۲ ، دارالمعرفۃ بیروت، لبنان ، ۱۹۶۹ء/۱۳۸۸ھ ، ص ۱۸۱

۳- ابن رشید: بدایۃ المجتھد، ج ۱ ، دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۷۸م/۱۳۹۸ھ ، ص ۲۶۵

۴- بدائع الصنائع ، ج ۲، ص ۵

۵- ایضاً ، ص ۶۲

۶- ایضاً ، ص ۵۳

۷- القرآن ، سورۃ الانعام (۶) ۱۴۱

۸- ابن عربی : احکام القرآن ، ج ۲

۹- و فی اموالھم حق معلوم

۱۰- (i) بدائع ، ج ۲ ، ۵۳

(ii) مفتی محمد شفیعؒ : معارف القرآن ، ج ۳ ، ادارۃ المعارف ، کراچی ، ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ/جولائی ۱۹۶۹م ، ص ۴۷۷ ، ۴۷۸

۱۱- (i) علی بن عمر الدار قطنی : التعلیق المغنی علی سنن الدار قطنی ، الجزء الثانی ، نشر السنۃ، ملتان ، ص

(ii) الجصاص ، ابوبکر احمد بن علی الرازی ، احکام القرآن ، ج ۳ ، سہیل اکیڈیمی لاہور ، ص ۱۱

۱۲- ایضاً

۱۳- رازی ، امام فخرالدین ، تفسیر کبیر ، ج ۱۳ ، طبع مصر ۱۹۳۸م ، ص ۲۱۴

۱۴- (i) ابن کثیر ، تفسیر القرآن العظیم ، ج ۲ ، ص ۱۸۱

(ii) ایضاً ص ۹۹

۱۵- القرطبی ، محمد بن احمد : الجامع الاحکام القرآن ، ج ۷ ، طبع بیروت، ۱۹۶۵م، ص ۹۹

۱۶- القرآن، سورۃ البقرہ (۲): ۲۶۷

۱۷- مفتی محمد شفیع : معارف القرآن ، ج ۱ ، ص ۵۸۰

۱۸- عثری اس زمین کو کہتے ہیں جسے عاثور سے سیراب کیا جائے اور عاثور اس گڑھے کو کہتے ہیں جو زمین پر بطور تالاب کھودا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں عثری اس زمین کو کہتے ہیں جو پانی کے قریب ہونے کی وجہ سے ہمیشہ تر و تازہ اور سبز و شاداب رہتی ہے ۔ (علامہ محمد قطب الدین : مظاہر حق جدید ، ج دوم ، دارالاشاعت کراچی ، ص ۲۰۶) امام بخاری ، الجامع الصحیح ، باب العشر ؛ ابن کثیر : تفسیر القرآن العظیم ، ج ۱ ، ص ۱۸۲

۱۹- (i) سنن نسائی مع زہر الربی ، ج ۵ ، ص ۳۱
(ii) الجصاص : احکام القرآن ، ج ۳ ، ص ۱۵
۲۰- عثمانیؒ، شبیر احمد علامہ : فتح الملہم ، ج ۳ ، المکتبۃ الرشیدیہ ، کراچی ، ص ۸
۲۱- بدائع الصنائع ، ج ۲ ، ص ۵۴
۲۲- ابن ہمام : فتح القدیر بحوالہ مفتی کفایت اللہ : کفایت المفتی ، ج ۴ ، مکتبہ امدادیہ ملتان ، پاکستان ، ص ۲۹۹
۲۳- لا یجمع علی مسلم خراج و عشر
۲۴- بدائع الصنائع ، ج ۲ ، ۵۷
۲۵- مفتی محمد شفیعؒ : فتاوی دارالعلوم دیوبند (عزیز الفتاوی) ، ج ۱ ، دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ ، کراچی ، ص ۴۱۵
۲۶- بدائع الصنائع ، ج ۲ ، ص ۵۷
۲۷- کفایت المفتی ، ج ۴ ، ص ۲۹۹
۲۸- ابن عابدین ، الشیخ محمد امین : رد المحتار علی الدرالمختار ، ج ۲ ، المکتبۃ الرشیدیہ، شارع سرکی کوئٹہ، پاکستان ، ۱۴۰۰ھ ، ص ۵۳
۲۹- مفتی کفایت اللہ : کفایت المفتی ، ج ۴ ، مکتبہ امدادیہ ملتان ، ص ۲۹۶
۳۰- ایضا، ص ۲۹۹ - ۳۰۰
۳۱- ردالمختار علی الدرالمختار ، ج ۲ ، ص ۵۴ ؛ کفایت المفتی ، ج ۴ ، ص ۳۰۰
۳۲- مفتی محمد شفیع : فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ، ج ۱ ، ص ۴۱۶-۴۱۷
۳۳- بدائع الصنائع ، ج ۲ ، ص ۱۵۴
۳۴- ایضاً ، ص ۵۸
۳۵- ایضاً
۳۶- رد المحتار ، ج ۲ ، ص ۵۵
۳۷- (i) بینات ، کراچی، رمضان ۱۴۰۰ھ بعنوان مسودہ زکوٰۃ پر ایک نظر -
(ii) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ، ج ۱ ، ص ۴۱۷
(iii) بدائع الصنائع ، ج ۲ ، ص ۵۶
(iv) رد المحتار علی الدرالمختار ، ج ۲، ص ۵۱ طبع مصر -
۳۸- ایضاً ، ص ۶۰
۳۹- ایضاً
۴۰- مفتی محمد شفیعؒ : امداد الفتاویٰ ، ج ۲ ، مکتبہ دارالعلوم، کراچی، طبع دوم، محرم ۱۳۸۵ھ ، ص ۵۸-۵۹

۴۱- بدائع الصنائع، ج ۲، ص ۶۲
۴۲- (i) ابو عبید القاسم بن سلام: کتاب الاموال، جزو ۲، ص ۲۳۲
(ii) ماہنامہ بینات کراچی، رمضان ۱۴۰۰ھ، ص ۳۵
۴۳- بدائع الصنائع، ج ۲، ص ۵۴
۴۴- معارف القرآن، ج ۱، ص ۵۸۰
۴۵- بدائع الصنائع، ج ۲، ص ۵۹
۴۶- فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ج ۱، ص ۳۱۴
۴۷- ابن رشد، بدایة المجتہد، ج ۱، ص ۲۶۵
۴۸- الجصاص: احکام القرآن، ج ۳، ص ۱۳
۴۹- ابن عربی ابوبکر محمد بن عبداللہ: احکام القرآن، ج ۱، دارالمعرفة بیروت، ص ۲۳۵
۵۰- ردالمحتار علی در مختار، ج ۲، ص ۵۴
۵۱- فتح الملہم، ج ۳، ص ۸
۵۲- ایضاً
۵۳- محمد علاءالدین الحصکی: الدرالمنتقیٰ علی ہامش مجمع الانہر، ج ۱
۵۴- ابن عابدین: ردالمحتار علی الدرالمختار، ص ۵۳-۵۴ - مفتی رشید احمد لدھیانوی: احسن الفتاویٰ، ج ۳۱۷
۵۵- دار قطنی، ج ۲، ص ۹۰
۵۶- ہدایہ مع فتح القدیر، ج ۴، ص ۳۶۷
۵۷- ردالمحتار علی الدرالمحتار، ص ۵۴
۵۸- برہان الدین المرغینانی، نورالدرایہ من عین الہدایہ، باب زکواة الزروع و الثمار، مکتبہ نعمانیہ، دیوبند، یو پی، ص ۶
۵۹- بدائع الصنائع، ج ۲، ص ۵۶
۶۰- ایضاً، ص ۵۷
۶۱- رد المحتار علی الدرالمختار، ج ۲، ص ۵۱
۶۲- مولانا رشید احمد گنگوہی: فتاویٰ رشیدیہ کامل، ایچ-ایم سعید کمپنی کراچی، ۱۹۸۰ء، ص ۴۷۷
۶۳- مولانا اشرف علی تھانویؒ: تتمہ اولیٰ امداد الفتاویٰ، ص ۵۰
۶۴- فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ج ۱، ص ۳۱۶
۶۵- بدائع الصنائع، ج ۲، ص ۵۷
۶۶- فتاوی دارالعلوم دیوبند، ج ۱، ص ۳۱۶